علم کے روابط موجود ہیں' اور امید ہے کہ سربیا کے آرتھوڈوکس چرچ میں بھی ڈیٹن سمجھوتے کے ہم نوا موجود ہیں۔

جناب سلاجق نے مزید کہا کہ "میرا خیال ہے کہ اس ملک کے مستقبل پر مسلم ۔ مسیحی مکالمے کے فیصلہ کن اثرات ہوں گے اور امید ہے کہ بوسنیا ایک جمہوری ملک بنے گا۔ مکالمہ لوگوں کے ذہنوں میں موجود تصورات و خطرات سے بحث کرے گا اور ایک ایسی وسیع تر شناخت قائم کرنے کے لیے کوشاں ہوگا جس میں سب ہی شامل ہوں۔" (ماخوذ ۔ "دی کرسچن وائس" کراچی ۔ ۱۵ فروری ۱۹۹۸ء)

پاکستان: خانہ و مردم شماری ۔ ۱۹۹۸ء اور مسیحی برادری

وطن عزیز پاکستان میں پہلی مردم شماری ۱۹۵۱ء میں ہوئی تھی۔ اس کے بعد ۱۹۶۱ء' ۱۹۷۲ء اور ۱۹۸۱ء میں مردم شماری اور خانہ شماری کی گئی۔ ۱۹۷۱ء کی مردم شماری پاک ۔ بھارت جنگ کے باعث بروقت نہ ہوسکی اور ایک سال دیر سے ہوئی۔ پانچویں مردم شماری ۲۲ دسمبر ۱۹۹۰ء تا مارچ ۱۹۹۱ء کے درمیان مکمل ہونا تھی' مگر سندھ میں خانہ شماری کے اولین مرحلے میں غلط اعداد و شمار سامنے آئے اور خانہ و مردم شماری کا پورا عمل روک دیا گیا اور پھر قومی اہمیت کا حامل یہ کام ملتوی ہوتا چلا گیا۔

مسیحی اقلیت نے مردم شماری کے مسئلے کو پوری اہمیت دی ہے۔ ۱۹۸۸ء اور اس کے بعد ہونے والے قومی انتخابات میں مسیحی امیدواروں نے اپنے منشوروں میں جہاں اپنی برادری کی فلاح و بہبود کے لیے جدوجہد کے عزم کا اظہار کیا تھا' وہیں یہ بات بھی لکھی تھی کہ وہ مسیحی آبادی کے درست اعداد و شمار کے لیے جدوجہد کریں گے۔ ایک مسیحی مضمون نگار نے آغاز کار ہی میں واضح کردیا تھا کہ

> ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق مغربی پاکستان میں مسیحیوں کا تناسب کل آبادی کا ۱ء۳ فیصد تھا۔ پاکستان کی کل آبادی میں ۱۹۵۱ء سے اب تک ۳ گنا سے زیادہ اضافہ ہو چکا ہے۔ اگر اس تناسب سے مسیحیوں کی آبادی میں اضافہ تصور کیا جائے تو موجودہ سرکاری اعداد و شمار پر قطعی بھروسہ ممکن نہیں۔("کاتھولک نقیب"۔ یکم جنوری ۱۹۹۱ء' ص ۸)

پندرہ روزہ "کاتھولک نقیب" (لاہور) نے اپنے اداریے - "مردم شماری میں تاخیر کیوں؟" کے تحت لکھا:

> حکومت کے اعداد و شمار کے مطابق اقلیتوں کی اصل تعداد درست نہیں ہے۔ اس کی واضح مثال (یہ ہے کہ) پاکستان میں بسنے والی اقلیتوں میں ہندووں کی تعداد سب سے زیادہ ظاہر کی گئی ہے' جبکہ ہندووں کی صرف صوبہ سندھ میں اکثریت ہے اور باقی صوبوں میں ان کی تعداد برائے نام ہے' جب کہ مسیحی تمام صوبوں میں آباد ہیں۔ اس طرح بظاہر اور حقیقت میں بھی مسیحی سب سے بڑی اقلیت ہیں۔
> ("کاتھولک نقیب"- ۱۶ مارچ ۱۹۹۱ء)

جب حکومت پاکستان نے مردم شماری کے عمل کی نگرانی کے لیے پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کی مشترکہ کمیٹی بنانے کا فیصلہ کیا تو قومی اسمبلی کے مسیحی ارکان کو مخاطب کرتے ہوئے ایک مضمون نگار نے لکھا:

> مردم شماری کا معاملہ مسیحی قوم کے لیے انتہائی اہم ہے اور اگر اس وقت ہم نے کوئی عملی قدم نہ اٹھایا تو اس کے خطرناک نتائج قوم پر ظاہر ہوں گے۔ مردم شماری کے عمل کی نگرانی کے لیے حکومت نے پارلیمنٹ کی مشترکہ کمیٹی تشکیل دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کمیٹی میں ضرور نمائندگی حاصل کریں' کیوں کہ یہ آپ کا حق ہے۔ یاد رکھیں' اس کے بعد مردم شماری آئندہ صدی میں ہوگی۔
> مردم شماری سے حاصل ہونے والے اعداد و شمار کی بنا پر مسیحی قوم کو آنے والے وقت میں سیاسی' معاشی اور سماجی حقوق کے حصول کے لیے جدوجہد کرنا ہوگی' لہٰذا مردم شماری مسیحی قوم کی ترقی میں سنگ میل ثابت ہوگی۔ (پندرہ روزہ "شاداب" - لاہور' ۳۱ اگست ۱۹۹۱ء' ص ۱۱)

بار بار کے التواء کے بعد بالآخر مارچ ۱۹۹۸ء میں مردم شماری کا بہت حد تک کام ہو چکا ہے جس کے نتائج چند ماہ میں سامنے آجائیں گے۔ خانہ و مردم شماری میں مسیحی برادری نے جس توجہ اور اہتمام سے حصہ لیا ہے' اس کا اظہار مسیحی اہل قلم کی مندرجہ ذیل تحریروں سے ہوتا ہے۔

---

*مردم شماری اور خانہ شماری

---- مردم شماری اور خانہ شماری قومی زندگی میں نہایت اہم مرحلہ کی حامل ہے اور اس کی تاریخ خود اتنی ہی قدیم ہے جتنا خود انسان۔ انجیل مقدس کے مطابق اہل یہود کی ایک اسم نویسی (مردم شماری) ان دنوں ہوئی جب یہود یہ پر ہیرودیس کی حکومت تھی۔ مسیح خداوند کی والدہ مقدسہ مریم اپنے آبائی شہر بیت لحم میں اسی مقصد کے لیے تشریف لائی تھیں جہاں مردم شماری کی وجہ سے اتنا رش تھا کہ انہیں صرف سرائے کی چرنی میں قیام کے لیے جگہ ملی جہاں مسیح موعود کی ولادت مسعود ہوئی۔ یوں گویا اسم نویسی اور مردم شماری کا ایک منہ بولتا حوالہ بائبل مقدس میں بھی موجود ہے۔

موجودہ مردم شماری اور خانہ شماری کے حوالے سے تمام پاکستانیوں' وطن عزیز کی اقلیتوں اور خصوصاً" مسیحیوں کو مردم شماری اور خانہ شماری کے کام میں پوری دل جمعی اور خصوصی توجہ سے حصہ لینا چاہیے۔ یہ امر ہر پاکستانی شہری کی قومی ذمہ داری ہی نہیں' بلکہ اس کے صحیح اور درست نتائج پر ہماری معاشی' سیاسی' ثقافتی اور ہمہ نوع شعبہ حیات میں ہمارے آئندہ مستقبل اور فلاح و بہبود کا انحصار ہے۔ لہٰذا اس مرحلے میں ہماری کوتاہی یا غفلت ہمارے درست اعداد و شمار کو سامنے نہ آنے کا باعث بن سکتی ہے جس سے ہمیں قومی' سیاسی' سماجی' معاشی اور اقتصادی سطح پر ناقابل تلافی نقصان کا خطرہ ہے' لہٰذا اس موقع کو ضائع نہ جانے دیں اور مردم شماری میں خود بھی پوری توجہ سے دلچسپی لیں اور اپنے حلقہ اثر کے لوگوں کو بھی اس کی تلقین و ترغیب دیں کہ اسی میں ملک و قوم اور کمیونٹی کی آئندہ فلاح و بہبود کا راز پنہاں ہے۔

تنظیم مردم شماری حکومت پاکستان سے ہمارا مکمل تعاون ہمیں بہت سے مصائب و آلام سے نجات دلانے کا سبب بن سکتا ہے۔ آپ سے التماس ہے کہ اس میں خود بھی حصہ لیں اور افراد خانہ کے درست اندراج خصوصاً" مذہب کے خانہ میں درست اندراج پر خصوصی توجہ دیں۔
(ماہنامہ "شاداب"- فروری ۱۹۹۸ء)

*بشپ جان جوزف کا خط بنام فادر صاحبان' برادر صاحبان' سسٹر صاحبات ----

اس بات سے آپ بخوبی واقف ہیں کہ مسیحی متعدد برسوں سے دس سالہ مردم شماری کا اپنا مطالبہ متواتر حکومت سے دہراتے آرہے ہیں۔ ۱۹۹۱ء سے اب تک مردم شماری کا کام باربار ملتوی کیا جاتا رہا ہے۔ ہم توقع کرتے ہیں کہ اس مرتبہ حکومت مردم شماری کا کام اعلان کے مطابق ۲

مارچ سے ۱۸ مارچ تک پایہ تکمیل تک پہنچائے گی۔ اس موقع پر مسیحیوں کا یہ مطالبہ حکومت سے ہے کہ مردم شماری کا کام احسن طریقہ سے درست خطوط پر انجام دیا جائے جس میں کچی پنسل کا استعمال نہ ہو۔

مردم شماری کا قانون مسیحیوں کے لیے کوئی انوکھی بات نہیں ہے' بلکہ کسی حد تک یہ ہمارا مذہبی فریضہ بھی ہے۔ خداوند یسوع کی پیدائش پر حضرت یوسف مقدسہ مریم کو ہمراہ لے کر بیت لحم گئے' تاکہ وہ اپنا اندراج کرواسکیں۔ لہٰذا مسیحیوں کو بالخصوص اور تمام پاکستانیوں کو بالعموم اس عمل میں شامل ہونے پر جھجک محسوس نہیں کرنی چاہئے۔ مسیحیوں کو اس لیے بھی احتیاط کی ضرورت ہے' کیونکہ بہت سے عوامل اس بات کے لیے کوشاں ہیں کہ مردم شماری کی فہرستوں میں مسیحیوں کا کم سے کم اندراج ہو۔ اس کے پس پشت یہ مقصد کار فرما ہے کہ اقلیتوں کی آبادی کا تناسب کم ہوگا تو قومی و صوبائی اسمبلیوں' بلدیاتی اداروں اور دیگر نمائندہ اداروں میں ان کو نشستیں اور مراعات بھی کم ملیں گی۔

مردم شماری کی اہمیت کے پیش نظر بہت سے اداروں بشمول "کمیشن برائے امن و انصاف" نے "قومی مردم شماری کمیٹی برائے اقلیت" قائم کی ہے تاکہ مسیحیوں اور اقلیتوں کو مردم شماری کی اہمیت سے روشناس کروایا جاسکے' اور مردم شماری میں حصہ لینے کے لیے تمام اقلیتوں کو تیار کیا جاسکے۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ آپ اس کمیٹی کے ساتھ بھرپور تعاون کریں گے' کیونکہ بعد ازاں مردم شماری کے غلط ہونے کا گلہ بے معنی ہوگا۔ آیئے! ہم اپنے اس شعور کا مظاہرہ بھرپور تیاری کے ساتھ مردم شماری کے عمل میں حصہ لے کر کریں۔ مذکورہ کام کے لیے حکومت نے ڈیڑھ لاکھ افراد پر مشتمل تربیت یافتہ عملہ متعین کیا ہے۔ حکومت نے اس بات کو بھی یقینی بنانے کی کوشش کی ہے کہ گزشتہ مردم شماری کی طرح اس مرتبہ نتائج میں رد و بدل نہ کیا جاسکے۔ اس مقصد کے لیے فہرستوں کے بنڈل مہر بند کرنے کی غرض سے بیرون ملک سے ایسا میٹریل منگوایا گیا ہے جس سے مہر توڑ کر دوبارہ جوڑی نہ جاسکے گی۔ حکومت نے پہلے تین دن خانہ شماری کے لیے مخصوص کیے ہیں جب کہ مردم شماری کا کام اگلے ۱۳ دن کے دوران سرانجام دیا جائے گا۔ اور آخری دن " خانہ بدوش" آبادی کی مردم شماری کے لیے مختص ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ "دہاڑی" اور "سیپ" کے زمرے میں آنے والے افراد جو کہ بھٹوں' ڈیروں اور گوٹھوں میں رہائش پذیر ہیں' ان کا اندراج بھی پوری کوشش سے کروایا جائے۔ مردم شماری کی پہلی گنتی دفتر برائے مردم شماری کو بھیجی جائے گی۔ ہر ضلع کے ڈپٹی کمشنر کی سرپرستی میں ایک

نگران ٹیم ترتیب دی جائے گی' جس کا کام غلط اندراجات کی روک تھام کرنا ہوگا۔ اس ضمن میں ضروری ٹیلی فون نمبر اور اہم معلومات کا اعلان اخبارات اور ٹیلی وژن پر کیا جائے گا۔ ہمیں چاہیے کہ ایسی معلومات کا زیادہ سے زیادہ استعمال کریں' اور دیکھیں کہ ان پڑھ آبادی کا اندراج درست طریقہ سے ہوگیا ہے۔ اس ان پڑھ اور غریب آبادی کا تعلق' چاہے مسیحیوں' دیگر اقلیتوں یا اکثریت کے ساتھ ہو۔

درست اعداد و شمار کے ذریعے ہی ملکی وسائل کا استعمال ہم اپنے حق میں بہتر کرسکتے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ رضاکارانہ بنیادوں پر زیادہ سے زیادہ مومنین کو اس کام کے لیے مدعو کیا جائے۔ ایک تجویز یہ ہے کہ ناخواندہ گھرانوں میں پہنچ کر ان کے تمام اہل خانہ کی ایک فہرست صاف انداز سے اور اچھے خط میں لکھ کر پہلے سے ہی ان کو دے دی جائے تاکہ جب مردم شماری کا عملہ آئے تو ناخواندہ اہل خانہ فہرست دکھا کر اپنا اندراج کرواسکیں۔ اس طرح ان پڑھ افراد کے نامکمل یا غلط اندراج کا امکان نہیں رہے گا۔ میں بطور خاص اساتذہ' مناد صاحبان' سوشل ورکرز' این جی اوز' ایپی میٹرز' خواتین و حضرات' چوہدریوں اور نوجوانوں سے گزارش کروں گا کہ وہ قومی ذمہ داری کے اس کام کے لیے خود کو پیش کریں' اور بے لوث خدمت کے جذبے کے تحت اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ میں آپ کے تعاون کے لیے پیشگی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خداوند آپ کے ساتھ ہو۔

*افراد (مردم شماری) اور قومی ذمہ داریاں

پاکستان میں پانچویں مردم شماری جسے ۱۹۹۱ء میں ہونا چاہیے تھا' اسے نومبر ۹۷ء میں ساتویں بار ملتوی کیا گیا۔ ہر بار مردم شماری ملک کے مختلف طبقوں کی طرف سے سیاسی دباؤ کے تحت ملتوی کی جاتی رہی۔ اب ایک بار پھر حکومت نے اعلان کیا ہے کہ پانچویں خانہ و مردم شماری ۲ سے ۱۸ مارچ ۱۹۹۸ء تک ہوگی۔ اس حوالے سے حکومت دسمبر ۹۷ء کو ایک بل بھی پاس کر چکی ہے جس کی رو سے غلط اعداد و شمار درج کرانے والے کو سزا اور جرمانہ کی سزا دی جاسکتی ہے۔

ملک میں ہر بار مردم شماری کے ساتھ ہی اقلیتوں کی آبادی کے حوالے سے اقلیتی حلقوں میں سوالات اٹھنے شروع ہو جاتے ہیں۔ ملک میں موجود ایک خاص قسم کے سیاسی اور سماجی دباؤ کے باعث اقلیتوں کو یہ شکایت رہی ہے کہ ان کی آبادی ہمیشہ کم شمار کی جاتی رہی ہے یا کم ظاہر کی جاتی رہی ہے۔ اس الزام میں کسی حد تک صداقت بھی نظر آتی ہے' کیوں کہ حکومتی اعداد و شمار کے مطابق ملک میں مسیحیوں کی آبادی ۳۰ لاکھ کے قریب اور ہندوؤں کی آبادی ۳۳ لاکھ کے

قریب ہے' جبکہ کئی اقلیتی لیڈروں کے مطابق یہ آبادی ۸۰ لاکھ کے قریب ہے۔ یوں تو ہر لیڈر کے اعداد و شمار دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ گو ۸۰ لاکھ' حقیقت سے قریب تر نہیں ہے' لیکن اگر ملک میں آبادی کے بڑھنے کی شرح کے حساب سے اقلیتوں کی آبادی کو دیکھا جائے تو وہ تقریباً" ۴۰ لاکھ کے قریب بنتی ہے۔ مختلف کلیساؤں کے پاس موجود ریکارڈ کی بناء پر بھی اقلیتوں کی یہ تعداد حقیقت کے قریب ترین نظر آتی ہے۔

اقلیتوں کو یہ شکایت تو ہمیشہ ہی رہی تھی کہ مردم شماری میں ان کی تعداد کو کم ظاہر کیا جاتا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ اس کی وجوہات مذہبی' سماجی اور سیاسی ہیں' لیکن اپنی آبادی کو مردم شماری میں صحیح طریقے سے شامل کروانے اور اپنی تعداد کے درست اندراج کے لیے کبھی بھی اقلیتوں نے کوئی خصوصی کوشش نہیں کی۔ یہ ایک ضروری امر تھا کہ اگر اقلیتوں کو اپنی آبادی کے حوالے سے کسی مشکل کا سامنا تھا تو وہ کوئی طریقہ کار اختیار کرتیں جس سے کسی حد تک مردم شماری کے عمل میں ان کی شرکت ممکن ہوسکتی۔ اس خیال کے پیش نظر پاکستان میں پہلی بار چند مسیحی تنظیموں (میجر سپریرز کے جسٹس اینڈ پیس کمیشن' کاریتاس پاکستان' کرسچن سٹڈی سنٹر - راولپنڈی' کاتھولک بشپس کے قومی کمیشن برائے امن و انصاف' چرچ ورلڈ سروس - کراچی' ہیومن ڈویلپمنٹ سوسائٹی - ٹوبہ ٹیک سنگھ اور ایکشن کمیٹی برائے انسانی حقوق کراچی) نے مل کر "قومی اقلیتی کمیٹی برائے مردم شماری" قائم کی ہے۔ "قومی اقلیتی کمیٹی برائے مردم شماری" مردم شماری سے متعلق عوامی سطح پر آگاہی کے پروگرام منعقد کرے گی۔ حکومت پر درست اور شفاف اعداد و شمار اکٹھا کرنے کے لیے زور دے گی۔ یہ کمیٹی حکومت پر اس بات کے لیے بھی دباؤ ڈالے گی اور حکومت کے ایسے اقدامات میں مدد دے گی جس سے مذہبی اقلیتوں' عورتوں' تمام قومیتوں اور لسانی گروہوں' قبائلی' بے گھر' پکھی باس (قدیم مقامی باشندوں) اور تمام کمزور طبقوں کے صحیح اعداد و شمار اور معلومات حاصل ہو سکیں۔ اقلیتوں کے حوالے سے صحیح اعداد و شمار کو یقینی بنانے کے لیے یہ کمیٹی صوبہ پنجاب کی ۳ تحصیلوں (گوجرانوالہ' ٹوبہ ٹیک سنگھ' ملتان) اور صوبہ سندھ کی ایک تحصیل میں اپنے طور پر اعداد و شمار اکٹھا کرے گی' تاکہ اس کے بعد حکومتی اعداد و شمار کو ان کے ساتھ check کیا جاسکے۔

گو مردم شماری کوئی اقلیتی ایشو نہیں' بلکہ ایک قومی ایشو ہے۔ یوں تو ہر فرد کے لیے اس میں مکمل حصہ لینا اور مردم شماری کرنے والوں کو صحیح معلومات فراہم کرنا ضروری امر ہے' لیکن اقلیتوں کے حوالے سے یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ اقلیتوں کا یہ اعتراض کہ ان کی آبادی

ہمیشہ کم ظاہر کی جاتی ہے' کا کسی حد تک ممکنہ ازالہ کیا جاسکے اور ان کی صحیح صورت حال منظر عام پر آسکے۔

عوامی سطح پر ہمارے ہاں ایک عمومی رویہ پایا جاتا ہے کہ ہم قومی ایشوز یا اقدامات میں بہت کم دلچسپی لیتے ہیں اور اگر کچھ دلچسپی لیتے بھی ہیں تو ایسے معاملات میں جن کا تعلق کسی نہ کسی طور ہماری معاشی' مذہبی یا سیاسی حالت سے براہ راست ہوتا ہے۔ مثلاً الیکشن' جو ریاستی عمل کا ایک اہم ترین جز ہے' اس میں بھی صرف ۳۰ فیصد کے قریب شہری دلچسپی لیتے ہیں۔ مردم شماری کے حوالے سے یہ تصور عام ہے کہ اس سے عام آدمی کو کیا فائدہ ہوگا' اس لیے لوگ اس میں اپنے اندراجات کرنے میں اس دلچسپی اور تردد کا مظاہرہ نہیں کرتے جس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے عوامی سطح پر لوگوں کو یہ بتانے کی اشد ضرورت ہے کہ مردم شماری کا براہ راست تعلق عوام کے بنیادی مسائل اور حالات سے ہے' اس لیے مردم شماری میں حصہ لینا ہر شہری کا فرض ہے' لیکن اس میں اقلیتوں کو خصوصی طور پر دلچسپی لینے کی ضرورت ہے تاکہ ان کی آبادی اور حالات کار کے بارے میں صحیح معلومات میسر ہوں تاکہ ان حالات میں بہتری کے لیے حکومت سے مطالبہ کیا جاسکے اور دوسرے اقدامات کیے جاسکیں۔ اقلیتوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ انہیں پتہ ہو کہ ان کی کل آبادی کتنی ہے؟ کتنی خواتین ہیں اور کتنے نوجوان ہیں اور کتنے بچے؟ اس حوالے سے قومی پیداوار اور ترقیاتی بجٹ میں ان کا کتنا حصہ بنتا ہے؟ اقلیتوں کے حالات کار بہتر بنانے کے لیے کس کس شعبہ زندگی میں خصوصی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ کس شعبہ میں اقلیتیں بھرپور کردار ادا کررہی ہیں اور کن کن شعبوں میں انہیں باہر رکھا گیا ہے۔ اقلیتوں کے جائز مطالبات کے حوالے سے ان حالات کی صحیح تصویر جب تک موجود نہ ہو' ان کے لیے آواز اٹھانا مشکل ہے۔ اقلیتوں کی آبادی کے حوالے ہی سے مطالبہ کیا جاسکتا ہے کہ انہیں ملازمتوں میں کتنے فیصد حصہ ملنا چاہئے۔ ۱۹۷۳ء کا آئین اگر بحال ہو جاتا ہے تو آبادی کے تناسب کے حوالے سے ہی ان کی پارلیمنٹ میں مخصوص نشستوں کا تعین ہوگا۔ اقلیتوں کو مردم شماری کے وقت خصوصی طور پر توجہ دینے کی اس لیے بھی ضرورت ہے' کیوں کہ مردم شماری کا بیشتر عملہ مسلمان ہوگا اور انہیں اقلیتی ناموں سے کوئی خاص واقفیت نہ ہوگی۔ اقلیتوں کے نام اکثر مسلمان ناموں سے مختلف ہوتے ہیں۔ مسیحیوں کے نام تو خاصے مشکل بھی ہوتے ہیں۔ جنہیں لکھنا اکثر مردم شماری کے عملے کے لیے مشکل ہوتا ہے' اس لیے مردم شماری کے عملہ کا اقلیتوں کے ناموں کو نہ صرف غلط لکھنا ممکن ہوگا' بلکہ یہ بھی امکان ہے کہ خواتین کے نام مردوں کے خانے اور

مردوں کے نام عورتوں کے خانوں میں لکھ دیئے جائیں جس سے اقلیتوں کی صحیح تعداد یقیناً متاثر ہوگی۔

مردم شماری میں ناموں کے علاوہ اور بہت سی معلومات بھی پوچھی جائیں گی۔ یہ ممکن ہے کہ کچھ لوگ یہ معلومات فراہم کرتے ہوئے ہچکچائیں' لیکن درست معلومات فراہم کیے بغیر درست اعداد و شمار اور صورت حال کا حصول ناممکن ہوگا۔ (آفتاب الیگزینڈر مغل - پندرہ روزہ "کاتھولک نقیب" - ۱۵ تا ۲۸ فروری ۱۹۹۸ء)

تاجکستان: "مقامی زبانیں جاننے والے پادریوں کی ضرورت ہے۔"

اگرچہ مدر ٹریضہ کی تنظیم "مشنریز آف چیرٹی"(Missionaries of Charity) سے وابستہ "بہنیں" گزشتہ چھ برس سے تاجکستان کے دارالحکومت دوشنبے میں کام کررہی ہیں' تاہم گزشتہ برس کے آخر میں فادر جان کارلوس اویلا کو کیتھولک چرچ کی جانب سے تاجکستان کا کلیسیائی سپریئر بنا کر بھیجا گیا۔ پہلے وہ قازان (روس) میں کام کر رہے تھے' ۳ نومبر کو دوشنبے پہنچے۔ ان کی جانب سے تیار کردہ مشنری رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ۱۹۹۱ء میں حصول آزادی کے فوراً بعد مختلف سیاسی گروہوں کے درمیان کشمکش ' اور اکثر پرتشدد کشمکش' شروع ہوگئی جس پر اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے تعاون سے بین الاقوامی برادری قابو پانے میں کامیاب ہوئی ہے۔ مشنریز آف چیرٹی اور سابق پیرلیش پادری فادر جیرونیمو میسمر نے مقامی آبادی کے ساتھ یہ المناک وقت گزارا اور جرات مندی کے ساتھ مسیحی خدمت اور دعا سے کام لیا۔ فادر جیرونیمو میسمر کا زیادہ تر کام تاجکستان کی جرمن آبادی کے درمیان تھا۔ جرمنوں کے نقل مکانی کرنے کے ساتھ وہ بھی ملک چھوڑ گئے ہیں۔

فادر جان کارلوس کی اطلاع کے مطابق دوشنبے کی سڑکوں پر بھکاری' ضرورت مند بچے اور بوڑھے دکھائی دیتے ہیں۔ بوڑھے افراد کی پنشن صرف تین سو تاجک روبل ہے' جب کہ ایک کلو روٹی کی قیمت ایک سو تاجک روبل سے کم نہیں۔ "وہ کیسے زندگی گزارتے ہیں؟ اس کی وضاحت مشکل ہے۔ صرف بائبل کے مطالعے سے صورت حال واضح ہوسکتی ہے' کیوں کہ حساب کتاب اور ازحد معمولی پنشن کا معمول کے اخراجات سے کوئی تعلق نہیں۔ "مشنریز آف جیرٹی" غریبوں' معذوروں اور یتیموں کے درمیان کام کر رہی ہیں۔ اتوار کے روز وہ تقریباً بیس بچوں کو کھانا مہیا